"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 04, Issue: 06, Nov. – Dec. 2017 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) - 4.935

ناول نگاری کا عہد زریں: منشی پریم چند

ڈاکٹر سید فرحت نسرین

اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو

ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن, اورنگ آباد

منشی پریم چند اردو ناول نگاری میں ایک عہد کی حیثیت رکھتے ہیں وہ سارے رجحانات جو ابتدائی بیسوی صدی سے ۱۹۳۶ء تک اردو ناول نگاری میں رہے ہیں وہ کسی نہ کسی صورت میں پریم چند کی ناول نگاری میں موجود ہیں ان کی ناول نگاری پورے عہد کی عکاسی کرتی ہے۔ان کے زمانے کا سماج اپنے تمام تر مسائل کے ساتھ ان کی ناولوں میں نظر آتا ہے،اوران میں خواتین کے بے شمار مسائل بھی شامل ہیں۔

منشی پریم چند ایک ایسے فنکار ہیں ایک ایسے زندہ جاوید ناول نگار ہیں جنھوں نے کبھی بھی ساحل سمندر سے طوفان کا نظارہ نہیں کیا بلکہ طوفانی تھپیڑوں کا سامنا کیا اس کے بہاؤ کو اس کی طاقت کو خود محسوس کیا۔ان کی زندگی ہندوستان کے سیاسی،سماجی،اور معاشرتی حالات کے طوفان کے مدجزر کو ان کی ناولوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دھنپت رائے منشی پریم چند ۳۱ جولائی ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔بنارس سے کوئی چار پانچ میل کے فاصلے پر لمہی نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں ان کا جنم ہوا۔ان کا تعلق کائستھ گھرانے سے تھا۔ان کے والد منشی عجائب لال ڈاک خانے میں بحیثیت کلرک ۲۰ روپئے ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔وہ ایک مشترک گھرانے کے فرد تھے جس کی گزراوقات کا وسیلہ صرف ملازمت ہی نہیں بلکہ کھیتی باڑی بھی تھا۔والد نے ان کا نام دھنپت رائے رکھا اور سب پیار سے نواب پکارنے لگے۔یہ دونوں نام ہی منشی پریم چند کی زندگی میں الٹا اثر دکھاتے ہیں۔دھنپت رائے کو دھن کمانے کیلئے ساری زندگی جدوجہد کرنی پڑی اور نواب رائے نے ساری زندگی نوابی ٹھاٹ باٹ کا منہ تک نہیں دیکھا۔

پریم چند کے مطلع ادب پر طلوع ہونے سے پہلے اور ادب پر طلسمی داستانوں اور ہندی ادب پر بھگتی رس کا اثر غالب تھا۔لیکن ان کے آنے کے بعد اردو ہو یا ہندی ادبی محفل میں جب بھی ناول یا افسانے کے متعلق بات ہوگی تو اس کی ابتداء پریم چند کے ذکر خیر سے ہی ہوگی۔پریم چند سے پہلے اردو میں ناول نگاری کی داغ بیل مولوی ڈپٹی نذیر احمد نے ڈالی تھی۔اور اس کی روایت کو آگے بڑھانے میں سرشار شرر،رسوا کی کاوشوں کو بڑا دخل حاصل ہے ان لوگوں نے ناول کی ساخت کو بہت حد تک سنوارا۔اور اس کے موضوعات کو حقیقی زندگی سے قریب لانے کی کوشش کی۔نذیر احمد کی ناول نگاری کی بنیاد متوسط طبقے کی زندگی کی حقیقتوں کو بیان کرنا تھا۔نذیر احمد نے سب سے پہلا کارنامہ یہ انجام دیا کہ سلاطین وامراء

کے حالات سے قطع نظر مسلمانوں کے متوسط طبقے کے گھرانوں کے نقشے کھینچے۔ان کے ناول مسلم معاشرے اور مسلم سوسائٹی کے بہترین عکاس ہیں۔

ناول نگاری میں عبدالحلیم شرر کا نام بڑی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے پریم چند جب ناول نگاری کے میدان میں آئے تو ان کی آمد اردو میں اس صنف ادب کو لازوال عظمتیں عطا کرنے کا باعث بنی۔

انھوں نے اردو ناول نگاری کو نئی سمتوں سے روشناس کروایا۔ بقول سہیل بخاری کے:

''ناول نگاروں کی صف میں پریم چند کا داخلہ ہوا اور اس زور وشور و آب وتاب کے ساتھ ہوا کہ ناول نگاری کا ایوان جگمگا اُٹھا''۔

انھوں نے اُردو ناول کی دنیا کو وسعت بخشی ان کے یہاں انسانی سماج کے گونا گوں مسائل کو جگہ دی گئی جس دور میں ان کے ناول لکھے گئے وہ بڑا تاریخی اور طوفانی دور تھا اسوقت کی انسانی زندگی الجھنوں سے بھری ہوئی تھی۔ پریم چند نے ہندوستان کی الجھی ہوئی دنیا کو خلوص و ہمدردی اور اپنی وسیع النظری سے سمجھ کر ایک اچھے ادیب کی طرح انتشار میں تنظیم، بدحالی میں حسن اور الجھنوں میں سلجھاؤ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں خصوصیت کے ساتھ درماندہ طبقے کے مسائل کو جگہ دی۔ جو ظلم اور زیادتی ناانصافی ان لوگوں کے ساتھ ہو رہی تھی اس کو انھوں نے خصوصی توجہ کا مرکز بنایا۔ ان کے تمام فکری سرمایہ اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہیکہ انھوں نے سماج کے مظلوم و درماندہ طبقات پر ظلم و جبر کو کبھی تسلیم نہ کیا اور اپنی ساری زندگی اس کیلیئے جدوجہد کی ہندوستانی سماج میں اسوقت سب سے مظلوم طبقہ خواتین کا تھا اس جانب انھوں نے اپنی توجہ کی ہندوستنی عورت کی خراب حالت قابل رحم زندگی پریم چند کے حساس دل کیلیئے بڑے کرب و رنج کا بعث تھی۔ انھوں نے اپنی ناولوں میں ان کی اصلاح کیلیئے راہیں دکھائیں ہیں وہ اردو کے پہلے ادیب ہیں جن کے یہاں عورت اور اس کے مسائل ناولوں کا موضوع بنے اور ان کے دکھوں کا درماں تلاش کرنے کی کوشش کی گئی۔

عورت جو حقیر، بے سہارا سماج کے مظالم کا شکار مخلوق تھی۔ پریم چند نے اس کی اصلاح اور سماج میں اسے باعزت جگہ دلانے کے لئے بھی جدوجہد کی وہ نہ صرف ایک ناصح کا کام کرتے تھے بلکہ جو کچھ دوسروں کیلیئے کتے خود اس پر عمل کر کے بتاتے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے سماج میں تبدیلی پر زور دیا۔ پریم چند نے عالم انسانیت کو بلندی پر اور پست عوام کی ترقی پر زور دیا۔ یہی وہ کارنامہ ہے جو دنیائے ادب کو اور خود پریم چند کو دنیا کے اعلیٰ ادب کے نمائیدوں میں جگہ دینے کا ذریعہ ہے۔ انھوں نے گاندھی جی کی اصلاح تحریک سے متاثر ہو کر اپنے فن کی بنیاد ڈالی تھی۔ انھوں نے ہمیشہ ادب میں افادیت اور زندگی کے مادی مسائل کی ترجمانی پر زور دیا ہے۔ اور ایک جگہ وہ یوں رقمطراز ہیں۔

''ادب کا کام صرف قارئین کا دل بہلانا نہیں ہے یہ تو بھانڈوں، مداریوں و مسخروں کا کام ہے ادیب کا منصب اس سے کہیں اونچا ہے، وہ ہمارا رہنما ہوتا

"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 04, Issue: 06, Nov. – Dec. 2017 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) - 4.935

ہے وہ ہماری انسانیت کو جگاتا ہے ہماری نظر میں وسعت دیتا ہے۔''

ادب صرف دل بہلاوے کی چیز نہیں اس کے سوا اسکا کچھ اور بھی مقصد ہوتا ہے۔ پریم چند کے یہاں ناول میں تفریح کے ساتھ ساتھ مقصد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ان کے یہاں ادب کو زندگی کی تنقید مانا جاتا ہے۔

پریم چند کے لکھنے کا زمانہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۶ء تک ہے اور یہی وہ دور ہے جب ہندوستانی معاشرت فکر و شعور کے اعتبار سے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی تھی انسانی زندگی کا ہر پہلو اس نئی تبدیلی سے متاثر ہو رہا تھا۔ایسے دور میں پریم چند نے ایک عظیم و اعلی فنکار ہونے کا ثبوت دیا اور اپنے عہد کے سماجی، سیاسی اضطراب، بدحالی کی جیتی جاگتی تصویر کو موضوع بنا کر ان مسائل کو حل کرنے کیلئے سرگرداں رہے۔

پریم چند آزادی نسواں کے بارے میں مثبت خیالات رکھتے تھے جسکا اظہار انھوں نے اپنے پہلے ہی ناول ''اسرار معابد'' میں کھلے انداز میں کیا ہے لیکن وہ مغربیت کے سخت خلاف نظر آتے ہیں اور طبقہ نسواں کی ایسی آزادی کیلئے سخت خلاف دکھائی دیتے ہیں جو انھیں بے لگام کر دے سماجی اعتبار سے ہر دور میں عورت کی زندگی کا وہ دور جو بیوگی میں گزرتا ہے کافی کٹھن ہوتا ہے۔ پریم چند نے ایسے موضوع کو بھی جگہ دی۔ ان کا ناول ''بیوہ'' عورت سے تعلق رکھنے والے ایسے ہی سچے پہلوؤں کو اُجاگر کرتا ہے انھوں نے عورت کے جذبات کی ایسی سچی اور منہ بولتی تصویر پیش کی ہیکہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسرے ادیبوں کے مقابلے پریم چند کا کنیوس بہت وسیع ہے۔ پریم چند سے پہلے اردو ادب میں عورت کے صرف دو روپ ہی ملتے ہیں ایک یہ کہ اسے دیوی بنا کر پوجا گیا یا پھر بدی و بدکاری کا ایک مہرہ یعنی طوائف بنا کر رکھا یا گیا۔ مگر پریم چند نے اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کے ذریعہ عورت کی زندگی کے ہر پہلو کو بڑی صداقت سچائی، خلوص کے ساتھ اُجاگر کیا ہے۔ان کے یہاں ناولوں اور افسانوں میں مرد کے کردار کے مقابلے نسوانی کردار میں بے انتہاہ جان پائی جاتی ہے۔ انھوں نے عورت کی شخصیت کو نکھارا اس کی شخصیت کے خوبصورت پہلوؤں کو نمایاں کر کے ساتھ ساتھ اس کی رہنمائی بھی کی۔انھوں نے عورت کے کئی روپ مثلا رانیاں، مزدور عورتیں، شہر کی اعلی تعلیم یافتہ عورتیں، فیشن پرست تتلیاں، شوقین مزاج بیویاں اپنی لاج فروخت کرنے والی طوائف بھت غرض کہ عورت کے ہر روپ کو ان کے قلم نے جگہ دی۔

پریم چند ناول نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین افسانہ نگار بھی ہیں۔انھوں نے ''بڑے گھر کی بیٹی'' کے علاوہ کئی کامیاب افسانے لکھے۔ ٹیگور، بنکم، شرش چندر وغیرہ کے ترجموں اور ساتھ میں انگریزی ادب کے جدید افسانوں نے ان کے ذہن پر ایک ایسا گہرا نقش چھوڑا کہ انھوں نے ہندوستانی فکشن کو ایک نیا موڑ دیا اس اعتبار سے پریم چند اُردو و ہندی جدید افسانے کے بانی کہلائے جاتے ہیں۔ منشی پریم چند کا شاید ہی کوئی افسانہ ہو جو مقصدیت اور سیاسی یا سماجی شعور سے خالی ہو۔فن ناول نویسی میں وہ طالسطائے اور رینالڈس سے کافی متاصر نظر آتے تھے۔

اردو ادب میں وہ پہلے دھنپت رائے کے نام سے متعارف ہوئے بعد میں نواب رائے کے نام سے بھی یہ سلسلہ

"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 04, Issue: 06, Nov. – Dec. 2017 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) - 4.935

چلتا رہا۔اور بعد میں اردو ادب پر پریم چند کے نام سے چھائے رہے۔

دھنپت رائے یا نواب رائے نام چھوڑ کر پریم چند نام اختیار کر لینا اس کے بارے میں خود وہ نگم کے نام ایک خط لکھتے ہیں۔کہ:

> ''پریم چند اچھا نام ہے مجھے بھی پسند ہے افسوس صرف یہ ہیکہ پانچ چھے سالوں میں نواب رائے کو فروغ دینے کی جو محنت کی گئی وہ اکارت ہوگئی یہ حضرت قسمت کے ہمیشہ لینڈ ورے رہے اور شاید رہیں گے''۔

منشی پریم چند نے اپنا آخری ناول ''منگل سوتر'' لکھا تھا۔لیکن وہ اس ناول کو مکمل نہیں کر پائے لیکن بعد میں ان کے بیٹے امرت رائے نے ہندی میں شائع کروایا۔ پریم چند اس ناول کیلئے صرف چار ابواب ہی لکھ پائے باقی کا ان کے بیٹے نے مکمل کیا۔

پریم چند کے فن کی ایک خاص بات ہیکہ ان کے یہاں ان کا پریم چیختا یا چلاتا نہیں ہے بلکہ آہستہ آہستہ پگھلنا اور اپنی روشنی سے دوسروں کو چمکانا ہی اصل پریم ہے۔

پریم چند جب ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرنس کی صدارت کی تو کہا تھا کہ ہمیں حسن کے معیار کو بدلنا ہوگا اور انھوں نے اپنی تخلیقات سے اردو ادب میں حسن کے معیار کو تبدیل کر کے ہی بتایا تھا۔حقیقت کی ترجمانی میں پریم چند بہت کم عمری میں رخصت ہوگئے ۸/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو پریم چند نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی آنکھیں بند کر لی۔

پریم چند کے آخری برسوں کی تخلیقات ان کے فن کے بہترین نمونوں کو سامنے لاتی ہیں۔

☆☆☆